لیے جہاد و قتال کا اعلان کر دے؟ ہم نے لکھا ہے:

’’چنانچہ ہم میں سے کوئی شخص اگر اپنے اندر اِس کی اہلیت پاتا ہو تو وہ آج بھی اِسے برپا کرنے کی جدوجہد کر سکتا ہے، لیکن اِس کا طریقہ یہ نہیں کہ کوئی داعی انقلاب اپنا جتھا منظّم کر کے زور و قوت کے ساتھ اِسے امت پر مسلط کر دے۔ اِس کے لیے پیغمبر کی سیرت سے کوئی رہنمائی اگر حاصل ہوتی ہے تو وہ یہی ہے کہ دعوت اور صرف دعوت کے ذریعے سے مسلمانوں کو اپنا ہم نوا بنا کر اُن کی آزادانہ مرضی اور اُن کی راے اور مشورے سے پہلے اِسے امت میں برپا کیا جائے، اور پھر اگر ضرورت ہو تو جہاد و قتال کے ذریعے سے یہ امت اپنے فرماں رواؤں کی قیادت میں بالکل اُسی طرح پوری دنیا میں اِس کی توسیع کے لیے نکل کھڑی ہو، جس طرح رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابۂ کرام، خلفاے راشدین کی قیادت میں روم و ایران کی بادشاہتوں میں اِس کے لیے نکل کھڑے ہوئے تھے اور اُنھوں نے اُن کی سرحدوں پر کھڑے ہو کر کہا تھا: اسلام لاؤ، جزیہ دو یا لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔‘‘

اِس کے بعد اُنھوں نے ہمارے اور اپنے فکر کی چند مماثلتیں بیان فرمائی ہیں۔ اِس سے قطع نظر کہ اِس تماثل میں بھی تخالف کی دس صورتیں چھپی ہوئی ہیں، ہم کہتے ہیں کہ بجا ارشاد فرمایا، مگر گزارش یہ ہے کہ نفس مسئلۂ زیر بحث میں بھی از راہ عنایت توفیق کی کوئی صورت دریافت فرمائیے۔ اِس لیے کہ وہاں تو صورت حال یہ ہے کہ آپ اِس بات پر مصر ہیں کہ اسلامی انقلاب جب بھی آئے گا، بیعت سمع و طاعت اور ’’سنو اور تعمیل کرو‘‘ کے اصول پر منظّم ’’فدائین‘‘ کے حکومت کے ساتھ تصادم سے آئے گا، اور ہمیں پورا اطمینان ہے کہ آپ کی طرح کے علما اور دانش وروں کے لیے اُس کا واحد راستہ یہ ہے کہ اسلام کے حق میں ایک فکری انقلاب اپنی قوم کے ذہنوں میں پیدا کرنے کی جدوجہد کریں اور اِس کے ساتھ دعوت اور صرف دعوت کے ذریعے سے اُس کے ارباب حل و عقد کو اُن تغیرات پر آمادہ کرنے کی کوشش کرتے رہیں جو اسلام کے نقطۂ نظر سے اِس ملک کی سیاست، معیشت، معاشرت، تعلیم و تعلم اور حدود و تعزیرات کے نظام میں اُن کی راے کے مطابق ہونے چاہییں۔

"All rights of this book are reserved for the publisher and the author. This copy is for reading purpose only. This copy cannot be uploaded on any website except those of the publisher and the author."

یہ اِس معاملے میں ہمارا نقطۂ نظر ہے۔ لیکن اب یہ بھی دیکھ لیجیے کہ ڈاکٹر صاحب جن ''فدائین'' کے ذریعے سے اِسے برپا کرنا چاہتے ہیں، وہ کیا ہیں؟ اپنے بعض تازہ مضامین میں اُنھوں نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں میں ایک ''جماعت المسلمین'' اور ایک ''حزب اللہ'' ہوتی ہے۔ جماعت المسلمین سے وہ عام مسلمانوں کو مراد لیتے ہیں اور حزب اللہ اُن کے نزدیک اسلامی انقلاب کی جدوجہد کرنے والے ''فدائین'' کی وہ جماعت ہے جو کسی داعی انقلاب کے حکم پر اپنا تن من دھن، سب قربان کرنے کے لیے تیار رہیں۔ اُس کے بارے میں اُن کا ارشاد ہے کہ اُس میں چار اہم خصوصیات لازماً ہونی چاہییں۔ اُنھوں نے لکھا ہے:

''پہلی یہ کہ وہ جماعت بالکل نئی ہونی چاہیے جس کا کوئی تعلق معاشرے میں پہلے سے قائم سماجی، سیاسی یا معاشی تنظیموں یا اداروں سے نہ ہو۔ دوسری یہ کہ اُس کے کاڈر بھی بالکل نئے ہونے چاہییں اور اُن کے مابین درجہ بندی میں معاشرے میں پہلے سے موجود مراتب ودرجات کے فرق وتفاوت کا کوئی عکس ہرگز نہیں ہونا چاہیے، بلکہ اُس کی صفوں میں اونچ نیچ یا آگے پیچھے کا سارا دارومدار کارکنوں کے اپنے مقصد کے ساتھ والہانہ عشق اور ایثار وقربانی کے جذبے کی کمی یا زیادتی پر ہونا چاہیے۔ تیسری یہ کہ اُس کے کارکنوں اور وابستگان میں یہ کیفیت پوری شدت کے ساتھ پیدا ہونی چاہیے کہ اُن کی دلی محبت رفتہ رفتہ صرف ہم مقصد ساتھیوں کے حلقہ میں محدود ہوتی چلی جائے، خواہ وہ بالکل اجنبی ہوں اور انقلاب کے دشمن اُنھیں اپنے ذاتی دشمن محسوس ہونے لگیں، خواہ وہ اُن کے قریبی رشتہ دار، حتیٰ کہ باپ، بیٹے یا بھائی ہی کیوں نہ ہوں۔ چوتھی اور آخری بات، لیکن کم ترین نہیں، بلکہ اہم ترین یہ کہ انقلابی جماعت کا نظم اور ڈسپلن فوج کے روایتی انداز، یعنی ''سنو اور تعمیل کرو'' کا سا ہونا چاہیے، ورنہ ہوسکتا ہے کہ کسی مرحلے پر نظم کی خلاف ورزی سارے کیے دھرے پر پانی پھیر دے۔''

(ندائے خلافت، جلد ۱، شمارہ ۳۷)

ڈاکٹر صاحب کے دوسرے اساطیر کی طرح اُن کے یہ تازہ ارشادات بھی، حقیقت یہ ہے کہ بالکل بے بنیاد ہیں۔ چنانچہ اِن کے بارے میں بھی یہ چند باتیں واضح رہنی چاہییں:

اول یہ کہ ''حزب اللہ'' کی تعبیر قرآن مجید نے زمانۂ رسالت کے منافقین کے مقابلے میں

"All rights of this book are reserved for the publisher and the author. This copy is for reading purpose only. This copy cannot be uploaded on any website except those of the publisher and the author."

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

سچے اہل ایمان کے لیے اختیار کی ہے۔ قرآن میں یہ تعبیر دو جگہ آئی ہے: ایک سورۂ مائدہ (۵) کی آیت ۵۶، اور دوسرے سورۂ مجادلہ (۵۸) کی آیت ۲۲ میں۔ مائدہ اور مجادلہ، دونوں مدنی سورتیں ہیں اور انقلاب کی جدوجہد کے زمانے میں نہیں، اُس کے برپا ہو جانے کے بہت بعد اُس کی توسیع کے دور میں نازل ہوئی ہیں۔ چنانچہ صاف واضح ہے کہ اُن میں 'حزب اللہ' سے مراد کسی انقلابی جماعت کے ''فدائین'' ہرگز نہیں ہو سکتے۔

دوم یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی اللہ اور اُس کے ساتھ سچی وفاداری ہی کی بنا پر اہل ایمان کے لیے حزب اللہ کی تعبیر موزوں ہوئی اور آپ کے بعد بھی یقیناً اِسی بنا پر یہ اُن کے لیے موزوں قرار پائے گی۔ اللہ اور رسول کے ساتھ وفاداری کے سوا اب اہل ایمان کے مراتب قیامت تک کسی دوسرے معیار پر ہرگز طے نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ ہر مسلمان کو مطمئن رہنا چاہیے کہ وہ اگر اللہ اور رسول کے ساتھ وفاداری کے عہد پر قائم، اُن کی جماعت، یعنی امت مسلمہ میں شامل، اُن کے دین اور اُس کی ضرورتوں کے لیے جذبۂ ایثار و قربانی سے سرشار، اُن کے دشمنوں کا دشمن، اور اُن کے ہر حکم کے معاملے میں ''سنو اور تعمیل کرو'' کی ہدایت کا پابند اور اُن کے ارشاد کے مطابق مسلمانوں کے نظم اجتماعی کے ساتھ پوری طرح وابستہ ہے تو یقیناً، وہ حزب اللہ میں شامل ہے۔ قرآن و حدیث کی رو سے اُسے ہرگز اِس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ لازماً نبوت کا دعویٰ کیے بغیر نبوت کے حقوق اپنے لیے خاص کر لینے والے کسی ''داعی الی الحق'' کا ''فدائی'' بنے اور اُس کی جماعت میں شامل ہو، اور اپنا جذبۂ ایثار و قربانی اُس کی نذر کرے، اور اُس کی جدوجہد سے اختلاف کے ''مجرم''، اپنے مسلمان ماں باپ، بیٹے، بھائی اور بہن کو اپنا ذاتی دشمن سمجھے، اور اپنی رائے، خودداری، عزت نفس، سب ''سنو اور تعمیل کرو'' کے اصول پر قائم کسی مذہبی مافیا کے ''امیر المومنین'' کے قدموں پر نثار کر دے۔

سوم یہ کہ ڈاکٹر صاحب اپنی کارگہ اوہام کی تخلیق اِس ''حزب اللہ'' کے لیے یہ ''فدائین'' کی اصطلاح جو بار بار استعمال کر رہے ہیں، یہ قرآن و حدیث، بلکہ اِس امت میں دعوت و عزیمت کی

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org
"All rights of this book are reserved for the publisher and the author. This copy is for reading purpose only. This copy cannot be uploaded on any website except those of the publisher and the author."

پوری تاریخ کے لیے ایک بالکل اجنبی چیز ہے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ ہماری تاریخ میں اِس سے پہلے یہ اصطلاح اگر مستعمل رہی ہے تو قلعۂ الموت کے فرماں روا اور فرقۂ باطنیہ کے ''شیخ الجبال'' حسن بن صباح کے پیرو اُن جاں فروشوں کے لیے مستعمل رہی ہے جن کا پراسرار خنجر وقت کے ہر بادشاہ، ہر وزیر اور ہر عالم کے پاس اِس ہدایت کے ساتھ پہنچ جاتا تھا کہ اگر شیخ الجبال کی بات نہ مانی گئی تو بلا تامل قتل کر دیے جاؤ گے۔ اِس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ''سنو اور تعمیل کرو'' اور ''اپنے باپ اور بیٹے اور بھائی اور بہن کو اپنا دشمن سمجھو'' کے اصول پر قائم یہ ''حزب اللہ''، جسے ڈاکٹر صاحب قرآن مجید اور سیرت نبوی سے برآمد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، اِس کا ماخذ فی الواقع کہاں ہے، اور یہ اگر خدانخواستہ کبھی اقدام کے مرحلے میں داخل ہو گئی تو اِس کے نہاں خانۂ ''الموت'' سے کیا کچھ برآمد ہو سکتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لیجیے، اِس کے ''فدائین'' کے لیے جو فرمان جدید ڈاکٹر صاحب کی بارگاہ انقلاب سے صادر ہوا ہے، وہ یہ ہے:

> ''جماعت المسلمین میں شامل جملہ مسلمانوں کے شریعت کے مطابق حقوق ادا کرتے ہوئے اپنی اصل محبت قلبی اور تعلق خاطر کو صرف اُن لوگوں کے دائرے میں محدود کر دیں جو اسلامی انقلاب کے لیے عملاً کوشاں ہوں اور اِس کے لیے جانی و مالی ایثار کر رہے ہوں۔ بصورت دیگر نہ وہ ''حزب اللہ'' کے لیے کو ایفائی کر سکیں گے، نہ اسلامی انقلاب کی کٹھن منزل ہی کے سر ہونے کا کوئی امکان پیدا ہو گا۔'' (ندائے خلافت، جلد ۱، شمارہ ۳۷)

اپنے مضمون کے آخر میں، اُنھوں نے بیعت سمع وطاعت کے بارے میں ہمیں اپنے موقف پر غور کرنے کی دعوت دی ہے۔ اب سے پانچ سال پہلے، غالباً ۱۹۸۷ء میں اُن کی اِس بیعت کے بارے میں ہم نے لکھا تھا کہ یہ محض افسانہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انقلاب کی جدوجہد کے لیے اِس طرح کی کوئی بیعت اپنے رفقا سے کبھی نہیں لی۔ اسلامی تاریخ میں یہ بیعت صرف ارباب اقتدار کے لیے ثابت ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں پہلی مرتبہ اِس بیعت کا مطالبہ اہل یثرب سے کیا، اور اُس وقت کیا، جب اُنھوں نے آپ کو ام القریٰ سے ہجرت کر کے اپنی بستی کا اقتدار سنبھالنے کی دعوت دی۔ اِس کے جواب میں اُنھوں نے اُسی طرح کے

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org
"All rights of this book are reserved for the publisher and the author. This copy is for reading purpose only. This copy cannot be uploaded on any website except those of the publisher and the author."

کچھ دلائل پیش کیے تھے، جیسے ریاست مدینہ کے بارے میں ابھی زیر بحث آ چکے ہیں۔ تب ہم نے اپنے ایک مضمون میں اُن کا جواب دیا تو اُنھوں نے لکھا کہ وہ اِس موضوع پر اب مزید کوئی بحث نہیں کرنا چاہتے، لہٰذا بات ختم ہو گئی، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اِس کے بعد وہ فارغ نہیں بیٹھے، بلکہ برابر کسی دلیل کی تلاش میں رہے۔ چنانچہ اِس سعی و جہد کے نتیجے میں اب ایک ’’برہان قاطع‘‘ اُنھیں میسر آ گئی ہے۔ ذرا ملاحظہ کیجیے، وہ فرماتے ہیں کہ تمھیں ہماری اِس بیعت سے خواہ مخواہ متوحش نہیں ہونا چاہیے، اِس لیے کہ:

’’کم از کم ایک فرد نوع بشر نے تو یہ بیعت خود آپ کے ہاتھ پر بھی کی ہوئی ہے۔ ہماری مراد آپ کی اہلیہ صاحبہ محترمہ سے ہے جو ’فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ‘ کی قرآنی نص کے مطابق آپ کی ’’اطاعت فی المعروف‘‘ کی پابند ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ آپ کو دلیل یا اپیل سے اپنی راے کا قائل کر لیں۔‘‘ (ندائے خلافت، جلد ۱، شمارہ ۴۰)

ڈاکٹر صاحب کو داد دیجیے۔ اُنھوں نے اِس مسئلہ میں ہمارا اور اپنا اختلاف کس بلاغت کے ساتھ واضح کر دیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ پچھلے دس سال سے ہم اُن کی خدمت میں یہی عرض کر رہے ہیں کہ اسلامی انقلاب کی جدوجہد کے لیے اگر کوئی تنظیم قائم کی جائے تو اُس کے قائد اور رفقا کا باہمی تعلق بھائیوں کا ہونا چاہیے، اور وہ اِس بات پر مصر ہیں کہ وہ اُنھیں بیوی بنا کر رکھیں گے۔

ڈاکٹر صاحب غور فرمائیں، یہ اُنھوں نے کیا فرمایا ہے۔ میری اہلیہ اگر میرے معاملے میں شرعاً سمع و طاعت کا رویہ اختیار کیے رکھنے کی پابند ہیں تو اِس کی وجہ یہ ہے کہ میں اُن کا شوہر ہوں اور اللہ تعالیٰ نے اُنھیں حکم دیا ہے کہ اپنے شوہر کی اطاعت کرو۔ ’فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ‘ قرآن کی نص ہے۔ ڈاکٹر صاحب دین کے ماخذ سے اِس طرح کی کوئی نص انقلاب کی جدوجہد کرنے والی جماعت کے سربراہ کے لیے پیش کر دیں تو سر افگندیم، ہم اِس کے بعد ایک لفظ بھی نہ کہیں گے، لیکن نص، اگر شوہر کے لیے ہے، باپ کے لیے ہے، اللہ، اُس کے رسول اور اولی الامر کے لیے ہے تو اِس سے اُن کے لیے سمع و طاعت کا حق کس طرح ثابت ہو جائے گا، جب کہ حقیقت اِس کے

"All rights of this book are reserved for the publisher and the author. This copy is for reading purpose only. This copy cannot be uploaded on any website except those of the publisher and the author."

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

بالکل برخلاف یہ ہے کہ خدا کے پیغمبر نے بھی اِس کام کے لیے جب بیعت کا مطالبہ کیا تو جیسا کہ ہم اپنے پہلے مضمون میں لکھ چکے ہیں، بیعت سمع وطاعت کا نہیں، بیعت اخوت کا مطالبہ کیا اور اپنی قوم سے اِس معاملہ میں اگر کچھ کہا تو یہ کہا کہ:

فأيكم يبايعني على أن يكون أخي وصاحبي. (احمد، رقم ۱۳۷۱)

''پھر تم میں سے کون مجھ سے یہ بیعت کرتا ہے کہ وہ اِس کام میں میرا بھائی اور میرا ساتھی بن کر رہے گا۔''

بہر حال، اُن کی یہ ''برہان'' فی الواقع ''برہان قاطع'' ہے۔ اِس میں کیا شبہ ہے کہ یہ طرز استدلال، یہ صغریٰ کبریٰ، یہ حد اوسط، ہم فقیروں کے نصیب میں کہاں! حق پسندی کا تقاضا یہی ہے کہ اب قلم اِس اعتراف کے ساتھ رکھ دیا جائے کہ:

اُنھی کا کام ہے یہ جن کے حوصلے ہیں زیاد

[۱۹۹۳ء]

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

"All rights of this book are reserved for the publisher and the author. This copy is for reading purpose only. This copy cannot be uploaded on any website except those of the publisher and the author."